*** تقریر ***

تقریر بابت خاندان مسیح موعودؑ
وقت 5-7منٹ

مکرمہ سیّدہ امۃ الرفیق پاشا صاحبہ و مکرم سیّد حضرت اللہ پاشا صاحب

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰکِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاھُوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰہِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ(التوبہ:112)

یعنی توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، (خدا کی راہ میں) سفر کرنے والے، (لِلّٰہ) رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیک باتوں کا حکم دینے والے اور بُری باتوں سے روکنے والے اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے، (سب سچّے مومن ہیں) اور تُو مومنوں کو بشارت دے دے۔

معزز سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے۔ سیرت ”سیّدہ امۃ الرفیق پاشا صاحبہ اور آپ کے خاوند مکرم سیّد حضرت اللہ پاشا صاحب“

صاحبزادی سیّدہ امۃ الرفیق پاشا صاحبہ 18 فروری 1935ء کو پیدا ہوئیں۔ آپ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ اور حضرت امۃ اللطیف بیگم صاحبہ کی بیٹی تھیں۔ حضرت ڈاکٹر صاحب کی اولاد میں آپ کا آٹھواں نمبر تھا۔ آپ کُل سات بہنیں اور تین بھائی تھے۔

آپ نے پنجاب یونیورسٹی سے بی اے عربی کی ڈگری حاصل کی اور اوّل پوزیشن لے کر گولڈ میڈل کی حقدار بنیں۔ ایم اے عربی میں پنجاب یونیورسٹی میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ آپ کی شادی 5 نومبر 1961ء کو محترم سیّد حضرت اللہ پاشا صاحب ابن سیّد صاحب حسینی کے ساتھ ہوئی۔ آپ کے رشتہ کے سلسلہ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محترم سیّد حضرت اللہ پاشا صاحب کو جو اُس وقت احمدیت قبول کر چکے تھے کو صاحبزادی امۃ الرفیق صاحبہ سے رشتہ سے متعلق تجویز دیتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے دو ماموں تھے۔ بڑے ماموں بہت بڑے صوفی تھے یعنی حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب جو حضرت اماں جان کے بھائی تھے اور چھوٹے ماموں بہت بڑے عالِم تھے یعنی حضرت میر محمد اسحٰق صاحب۔ میاں بشیر احمد صاحب نے فرمایا کہ آپ کے لئے اپنے بڑے ماموں کی صاحبزادی امۃ الرفیق کا رشتہ تجویز کرتا ہوں تو سید حضرت اللہ پاشا صاحب نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سے کہا کہ میرے رشتے دار سارے غیر احمدی ہیں تو مَیں رشتہ کس طرح کروں، بات کس طرح کروں؟ آپ نے فرمایا کہ آپ کے سرپرست کے طور پر مَیں رشتہ کی بات کرتا ہوں۔ اس طرح یہ رشتہ خود حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے آپ کے بزرگ کی حیثیت سے طے کیا اور اس رشتہ پر حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے اپنی دلی خوشی کا اظہار بھی فرمایا۔ چنانچہ 5 نومبر 1961ء کو آپ کا نکاح ہوا اور اسی روز رخصتی ہو گئی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دین و دنیا کے لحاظ سے ظاہر و باطن کے لحاظ سے، حال اور مستقبل کے لحاظ سے اور اپنے وسیع نتائج کے لحاظ سے مبارک کرے۔ سیّد حضرت اللہ پاشا صاحب کو اللہ تعالیٰ نے قبولِ حق کی توفیق بخشی ہے اور آپ اپنے خاندان میں سے اکیلے ہی سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں اور بہت دور کے علاقے یعنی بیجاپور کے رہنے والے ہیں اور سیّدہ امۃ الرفیق حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب مرحومؓ کی لڑکی ہیں جو جماعت میں ایک خاص مقام کے حامل اور بہت باخدا انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو برکت اور راحت سے نوازے اور ہر لحاظ سے کامیاب اور بامراد زندگی عطا کرے۔“ (روزنامہ الفضل 7 نومبر 1961)

حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ چھوٹی آپا جان نے آپ کے بیٹے ڈاکٹر نصرت پاشا صاحب کو بتایا کہ

”تمہاری امی کی شادی جب ہوئی اس وقت حضرت مصلح موعود بیمار تھے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے شادی کی دعا کرائی اور نمائندگی میں شامل ہوئے۔ اس کے بعد حضرت مصلح موعود کو جب ملنے آئے اور جب مل کے نکلنے لگے تو حضرت مصلح موعود نے پیغام دیا کہ حضرت اللہ پاشا جن سے امۃ الرفیق صاحبہ کی شادی ہوئی تھی ان کو کہہ دو کہ آپ کو مَیں نے اپنی بیٹی دی ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا جن میں مکرم ڈاکٹر سیّد حمید اللہ نصرت پاشا صاحب واقفِ زندگی، مکرم سیّد خضر پاشا صاحب اور مکرمہ سیّدہ فرحانہ پاشا صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر سیّد غلام احمد فرخ صاحب واقفِ زندگی شامل ہیں۔

سامعین! آپ کو ایک لمبا عرصہ نائب صدر لجنہ کراچی کے طور پر خدمت کی توفیق ملی اور باوجود گھٹنوں کی تکلیف کے آپ ہر جگہ پہنچتیں۔ دفاتر اُونچی منزل میں تھے وہاں جاتیں اس کی وجہ سے آپ کو تکلیف زیادہ بڑھ گئی لیکن آپ نے اپنے فرائض نہیں چھوڑے۔ بڑی غریب پرور تھیں اور غریبوں کی غیر معمولی مدد کیا کرتی تھیں اور اخفاء میں رکھتی تھیں۔ زندہ دل، مہمان نواز متوکل، اور مطالعہ کا شوق رکھتی تھیں۔

آپ کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص تعلق تھا۔ آپ بہت دعا گو اور صاحب رؤیا و کشف خاتون تھیں۔ آپ کے بیٹے محترم ڈاکٹر حمید اللہ نصرت پاشا صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرے والد صاحب کی ریٹائرمنٹ ہوگئی تو صرف پنشن پہ گزارا تھا۔ حالات ذرا تنگ تھے تو ایک دن والدہ صاحبہ نے میری موجودگی میں والد صاحب سے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ کی بشارت ہوئی ہے اور اس کے بعد آپ کے والد کو ورلڈ بینک نے ایڈوائزر کے طور پر رکھا اور کنسلٹنسی (consultancy) کی فیس بھی آنے لگی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آمد بڑھ گئی۔

آپ کو دنیاوی زندگی سے کوئی لگاؤ نہیں تھا۔ آپ کی ایک خوبی یہ تھی کہ آپ کا سارا سسرال غیر احمدی تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو نصیحت کی تھی کہ غیر احمدی رشتہ داروں کا ہمیشہ خیال رکھنا اور آپ نے ساری زندگی اس نصیحت پر خوب عمل کیا اور اپنے میاں کے غیر احمدی رشتہ دار جو صرف رشتہ دار ہی نہیں تھے بلکہ مختلف انداز میں مخالفت کا بھی اظہار کرتے تھے ان کی مخالفت کے باوجود ساری زندگی اُن سے حسن سلوک رکھا اور آخر وفات کے وقت اُن میں سے بعضوں نے یہ تسلیم کیا کہ ان جیسا ہمارا ہمدرد اور خیر خواہ کوئی نہیں تھا۔

سامعین! خلافت سے اس قدر عقیدت اور وفا کا تعلق تھا کہ کوئی بات آپ برداشت نہیں کرسکتی تھیں۔ 1974ء میں جو حالات ہوئے اس کے بعد کچھ مہمان ان کے گھر آئے اور کھانے کی میز پر کسی نے کہا کہ اسمبلی کی کارروائی کے دوران حضور کو یعنی خلیفہ ثالثؒ کو اس طرح نہیں بلکہ اس طرح کہنا چاہئے تھا تو آپ نے اسی وقت انگلی کے اشارہ سے سختی سے منع کیا اور فرمایا کہ بس اس سے آگے ایک لفظ نہیں سنوں گی۔ فوراً وہیں بات ختم کردی۔

سامعین! آپ مورخہ 6 مئی 2015ء کو اپنے بیٹے مکرم ڈاکٹر حمید اللہ نصرت پاشا صاحب کے گھر میں وفات پاگئیں۔ وفات کے وقت آپ کی عمر 80 برس تھی۔ 7 مئی کو صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے لان میں صبح 10 بجے محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ دار الفضل ربوہ میں آپ کی تدفین ہوئی۔

سامعین! جہاں تک مکرم سیّد حضرت اللہ پاشا صاحب مرحوم کی سیرت کو تعلق ہے۔ آپ 1923ء میں ہندوستان کے شہر بیجاپور میں پیدا ہوئے۔ آپ نسب کے حساب سے حسینی سیّد تھے۔ آپ کے والد کا نام سیّد صاحب حسینی اور والدہ کا نام حافظ بی بی تھا۔ "پاشا" آپ کے اجداد کو لقب کے طور پر دیا گیا تھا جو بعد میں آپ کے نام کا حصہ بن گیا۔ ہندوستان میں آپ کے جدِ اعلیٰ سیّد محمد مہابری تھے جو ایران کے ایک شہر مہابر سے ہجرت کرکے ہندوستان آگئے تھے۔

جیسا کہ ہم اوپر سن آئے ہیں کہ آپ کی شادی 1960ء میں سیّدہ امۃ الرفیق صاحبہ بنت حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا۔

آپ ایک اچھے مثالی خاوند اور مثالی باپ تھے۔ سرزنش کرنے کی بجائے نصیحت کا انداز اختیار کرتے۔ کُھل کر تعریف کرتے اور بلاوجہ تنقید نہ کرتے تھے۔ بہت اچھے سامع تھے۔ بچوں کی بات بڑے غور سے سنتے اور اُن کی دلچسپیوں میں خود بھی دلچسپی لیتے۔ ہر موضوع پر بچوں کی عمر کے حساب سے بات کرتے۔ گھر میں تبادلہ خیال کی ہمیشہ حوصلہ افزائی کرتے۔ اچھی اور مدلل دلیل کو سراہتے۔

سامعین! جب آپ نے احمدیت قبول کرلی تو آپ کے والد نے آپ سے کہا کہ کیا وجہ ہے دین کے معاملات میں منطقی فکر رکھنے والے یا تو احمدی ہوجاتے ہیں یا دہریہ۔ وہ شاید اپنے اس سوال سے یہ ظاہر کرنا چاہتے کہ دہریت اور احمدیت میں کوئی بات قدر مشترک ہے۔ آپ نے اپنے والد کو جواب دیا کہ "جنہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایمان نصیب ہوجائے وہ تو احمدی ہوجاتے ہیں اور جنہیں نصیب نہ ہوسکے وہ اس وجہ سے دہریہ ہوجاتے ہیں کہ وہ مروّجہ عقائد کو خلاف عقل پاتے ہیں۔" بہرحال بعد میں آپ کے والد کے خیالات بدل گئے اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مداح ہوگئے۔

سامعین! آپ کو اللہ تعالیٰ نے ذوقِ دُعا بھی عطا فرمایا تھا۔ آپ نے بچپن سے ہی دعا کو حصول مراد کے علاوہ حصول رہنمائی کے لیے بھی ایک مجرب نسخہ پایا۔ آپ اپنی طالب علمی کے زمانہ کا ایک واقعہ کچھ اس طرح بیان کرتے تھے کہ ایک دفعہ ہاکی کھیل کر گھر پہنچے تو ٹانگیں سخت درد کر رہی تھیں۔ بیان کرتے ہیں کہ "میں لیٹ گیا اور دعا کی کہ خدایا! میرے پاس تو کوئی خادم نہیں۔ تیرے پاس بے شمار فرشتے خدمتگار ہیں انہی میں سے کسی کو بھیج دے جو میرے پاؤں دبادے۔" اِسی دعا کی کیفیت میں آپ نے دیکھا کہ ایک قوی الھیکل شخص دائیں طرف اور ایک بائیں طرف موجود ہے جو ان کی ٹانگیں دبا رہے ہیں۔ چند لمحوں میں وہ درد غائب ہو گیا۔

آپ کسی کام میں رہنمائی کے لیے بھی دعا پر ہی یقین رکھتے تھے اور اُس سے حاصل ہونے والی رہنمائی پر عمل کرتے تھے۔ 1949ء میں جب آپ ایگریکلچر کالج سندھ میں بطور لیکچرار معاشیات میں کام کرتے تھے تو اس وقت تنخواہ 120 روپے ماہوار تھی۔ انہی دنوں میں ایک معروف تاجر کمپنی نے آپ کو چار ہزار روپے ماہوار تنخواہ پر ملازمت کی پیش کش کی۔ تب ایک رؤیا کے ذریعہ آپ کو بتایا گیا کہ یہ لوگ ٹھیک نہیں چنانچہ آپ نے وہ پیش کش مسترد کر دی۔

احمدیت سے تعارف سے معاً قبل آپ نے ایک رات خواب میں ایک بزرگ کو دیکھا کہ وہ وضو فرما رہے ہیں۔ نبی کی ذات چونکہ آئینہ کامل ہوتی ہے اس لیے دراصل اس وجود کے آئینہ میں آپ کو اس نظام تطہیر کی بشارت دی گئی جس میں آپ نے داخل ہونا تھا یعنی سلسلہ احمدیہ۔

سامعین! 1948ء میں آپ پاکستان آگئے۔ اُس وقت تک آپ کو احمدیت کا تعارف حاصل ہو چکا تھا لیکن پہلی مرتبہ کسی مربی سلسلہ سے ملاقات 1948ء میں کراچی میں ہوئی۔ اس ملاقات میں آپ نے مربی صاحب سے ثناء اللہ امرتسری والے مباہلہ کے موضوع پر بحث کی اور مربی صاحب نے آپ کو بالکل لاجواب کر دیا۔

1951ء میں آپ اعلیٰ تعلیم کی غرض سے امریکہ چلے گئے۔ وہاں پر واشنگٹن ڈی سی میں آپ کی ملاقات مربی سلسلہ محترم خلیل احمد ناصر صاحب سے ہوئی اور پھر آپ کا رابطہ احمدیہ مشن سے بھی ہو گیا۔ اس دوران کئی ایسے مواقع بھی آئے جہاں دینِ حق پر کئے جانے والے حملوں کے جواب کی ضرورت تھی اور آپ کی غیرت دینی آپ کو خاموش رہنے سے منع کرتی تھی۔ جہاں آپ نے اپنی عقل سے دفاع کیا وہاں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر سے بھی فائدہ اٹھایا اور اسی وجہ سے آپ کو بار بار احمدیہ لٹریچر کو پڑھنے کا بھی موقع ملا۔ ہر دفعہ آپ کو یہ احساس ہوتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سہارا لیے بغیر بات نہیں بنتی۔ آپ کے ساتھ ایک ایسا واقعہ پیش آیا جو آپ کی زندگی میں ایک اہم سنگِ میل ثابت ہوا۔ امریکہ میں Presbyterian Church کے ایک پادری کے ساتھ آپ کا مناظرہ ہوا جس کا موضوع "دینِ حق بمقابلہ عیسائیت" تھا۔ اس مناظرہ میں آپ نے شروع سے لے کر آخر تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ دلائل پیش کیے۔ پادری صاحب آپ کے ان دلائل کے آگے نہ ٹھہر سکے اور آپ فاتح قرار پائے۔ اس واقعہ کے بعد آپ کے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی کہ جب دین کا دفاع حضرت مرزا صاحب کے بغیر ممکن نہیں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کے دعاوی غلط ہوں۔ اس سوچ نے آپ کو بے چین کر دیا حتیٰ کہ ایک روز آپ کی نظر سے حضرت مسیح موعودؑ کا وہ اشتہار گزرا جس میں آپ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ جسے آپ کی سچائی پر شک ہو وہ خالی الذہن ہو کر باقاعدہ چالیس روز تک استخارہ کرے۔ چنانچہ آپ نے بھی استخارہ شروع کر دیا۔ استخارہ کی پہلی یا دوسری رات ہی آپ کو یہ غیبی آواز آئی "مسلمان قوم میں محمود نام کا اس شان سے نہیں ہو گزرا" یہ زمانہ حضرت مصلح موعودؓ کی خلافت کا زمانہ تھا اور یہ غیبی آواز اس وقت کے خلیفہ کی شان کی طرف نشاندہی کر رہی تھی۔ پھر ایک رات یہ غیبی آواز آئی "ہم نے اس کو اس لیے (ماموریت) بخشی کہ وہ فنافی الرسول تھا۔" ان الفاظ نے آپ کے تمام شک و شبہات دور کر دیے اور اس مختصر سے فقرے نے یہ بات آپ پر ظاہر کر دی کہ ماموریت بخشایانہ بخشا اللہ کا کام ہے کسی اور کا نہیں اور وہی جانتا ہے کون اس کے لائق ہے اور کیوں ۔ اس طرح تیس سال کی عمر میں ستمبر 1953ء میں حضرت مصلح موعودؓ کو بیعت کا خط لکھ کر جماعت احمدیہ میں شامل ہو گئے۔

سامعین! آپ ایک پُرجوش داعی الی اللہ تھے اور دعوتِ حق کے لیے ہر حال میں پرجوش رہتے تھے۔ اپنے گھر آنے والے غیر احمدی احباب کو بہت دلنشین انداز میں احمدیت کا پیغام پہنچاتے۔ اگر بحث تک نوبت آجاتی تو اگلے کا دل توڑے بغیر دلائل سے اُس کو راضی کرتے۔ خود احمدیت قبول کرنے کے بعد آپ نے اپنے بہن بھائیوں اور دوسرے رشتہ داروں کو احمدیت کی دعوت دی۔ شروع میں سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ رشتہ داروں نے تعلق بھی ختم کیا لیکن آپ نے ہمیشہ اُن سے صلہ رحمی کی۔ اختلاف تو قائم رہا لیکن مخالفت دھیرے دھیرے کم ہو گئی۔ آپ نے ایک مرتبہ اپنے والد سید حسینی صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب "کشتی نوح" پڑھنے کے لیے دی۔ وہ ایک خاص عبارت پڑھ کر یہ کہے بغیر نہ رہ سکے کہ واہ! تمہارا مرزا تو ولی تھا۔ آپ اُن کو ملفوظات پڑھ کر بھی سناتے تھے اور وہ شوق سے سنا کرتے تھے لیکن انہوں نے بیعت نہیں کی۔ اپنے والد کی وفات کے بعد آپ بڑی حسرت سے کہا کرتے تھے کہ "اباجان بہت قریب آکر بھی رہ گئے۔"

جیسا کہ خاکسار نے پہلے بھی ذکر کیا کہ آپ تعلیم کی غرض سے امریکہ گئے تھے گورنمنٹ نے آپ کو امریکہ اقتصادیات میں ایم کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ آپ 1953ء میں اپنی تعلیم مکمل کر کے پاکستان آئے۔ آپ نے اس وقت تک بیعت کر لی ہوئی تھی اور آپ کے احمدی ہونے کی خبر سرکاری حلقوں میں گردش کر رہی تھی۔ پاکستان واپسی کے بعد آپ کا تقرر مختلف حیلوں بہانوں سے مؤخر کیا جاتا رہا اور تقریباً 9 ماہ تک آپ بغیر تنخواہ کے رہے۔ اسی عرصہ میں ایک روز نماز میں قعدہ کی حالت میں آپ نے کشفی رنگ میں اپنی تقرری کا خط دیکھا جس پر 25 مئی 1955ء کی تاریخ درج تھی اور تقرر بحیثیت Statistical Officer درج تھا۔ 25 مئی کی تاریخ اُس وقت عید الفطر کی تاریخ تھی لیکن بعد میں رؤیتِ ہلال کے سبب عام تعطیل کی تاریخ تبدیل ہو گئی۔ جب آپ 25 مئی کو اپنے دفتر پتہ کرنے گئے تو وہاں اُس وقت آپ کی تقرری کا خط ٹائپ ہو رہا تھا اور خط پر 25 مئی 1955ء کی ہی تاریخ درج تھی اور آپ کا عہدہ بحیثیت Statistical Officer تحریر تھا۔ 1967ء سے 1970ء تک آپ دوبارہ امریکہ میں مقیم رہے اور مشی گن اسٹیٹ یونیورسٹی سے ایگریکلچر اکنامکس میں M.S کی ڈگری حاصل کی۔ آپ 1983ء میں سندھ گورنمنٹ میں بطور چیف اکانومسٹ کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ دوران ملازمت آپ حیدر آباد، لاہور اور کراچی میں مقیم رہے۔

آپ ایک صاحب الرائے، عارف باللہ اور صاحب علم شخصیت تھے۔ دوران ملازمت جہاں بھی رہے جماعتی خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ قائد ضلع و قائد علاقہ حیدر آباد، قائد ضلع لاہور، سیکرٹری تعلیم القرآن کراچی، صدر اصلاح معاشرہ کمیٹی کراچی، سابق صدر حلقہ کلفٹن بھی تھے۔ مجالس شوریٰ میں بھرپور نمائندگی کا موقع بھی ملا۔ ناصر فاؤنڈیشن ربوہ کے ڈائریکٹرز میں بھی شامل تھے۔ علمی لحاظ سے بعض جماعتی لٹریچر کے تراجم کے مسودات میں معاونت بھی کی۔ آپ کی کوششوں سے کراچی میں حفظ کلاس کا بھی اجراء ہوا۔ قرآن کریم کا مطالعہ نہایت غور و فکر کے ساتھ کرتے تھے اور ساتھ ساتھ حاشیہ نگاری کرتے جاتے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب بہت شوق سے پڑھتے۔ گھر میں کئی بار ایسا ہوتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی کتاب پڑھتے پڑھتے اچانک کہتے "سنو" اور پھر وہ عبارت پڑھ کر سناتے اور سر دُھنتے ہوئے کہتے "کیا بات ہے"۔ اکثر رات کو جلدی اٹھ جاتے اور فجر تک اپنا وقت نوافل اور مطالعہ میں گزارتے۔ گھر والوں کے ساتھ نماز باجماعت کا اہتمام کرتے۔ ذکرِ الٰہی کے حوالہ سے ایک خوبصورت جملہ کہا کرتے کہ "جس دم غافل اُس دم کافر"۔ آپ کے دفتر میں آپ کی میز پر بچھے ہوئے شیشے کے نیچے ایک ایک کاغذ پر ہاتھ سے لکھی تحریر موجود تھی "خداداری چہ غم داری"۔ زندہ دلی اور ظرافت آپ کی ذات کا ایک حصہ تھی۔ اُداسی کی حالت میں بھی آپ کے چہرے پر طمانیت ہوتی تھی۔

معزز سامعین! آپ اپنے بیٹے سید حمید اللہ پاشا صاحب سے اس بات کا ذکر کر چکے تھے کہ آپ کی وفات کا وقت قریب ہے اور یہ ذکر بڑے اطمینان اور سکون کے ساتھ کرتے اور اکثر کہتے کہ "بس اب دو سال کی بات ہے"۔ آپ نے اپنی ایک رؤیا کے حوالہ سے جس میں آپ کو آسمان پر چار چاند دکھائے گئے تھے اور تفہیم دی گئی تھی کہ یہ نظارہ آپ کی عمر کے حوالہ سے ہے، اپنے بیٹے سے کہا کہ "میری وفات خلافت رابعہ میں ہوگی" اور ان کی یہ بات سچ ثابت ہوئی۔ آپ نے چار خلفاء کی روشنی دیکھی تھی۔ آپ نے اپنی آخری علالت کے دوران بیداری کی حالت میں ایک نظارہ دیکھا اور اپنی اہلیہ سے اس کا ذکر کیا کہ "مجھے چاروں خلفاء نے آکر بشارت دی ہے"

آپ کی وفات 14 نومبر 2002ء کو بروز جمعرات کراچی میں ہوئی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر 79 برس تھی۔ مورخہ 16 نومبر کو بعد نماز ظہر مسجد مبارک میں آپ کی نماز جنازہ محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے پڑھائی۔ آپ موصی تھے۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔

(روزنامہ الفضل 19 نومبر 2002ء)

اللہ تعالیٰ دونوں مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ آمین

اے خدا بر تربت او ابر رحمت ہا ببار
داخلش کن از کمال فضل در بیت النعیم

(اس مضمون کی تیاری میں سیّد حمید اللہ نصرت پاشا صاحب کے ایک مضمون سے مدد لی گئی ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ)

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)